Al-Qawārīr - Vol: 05, Issue: 03,
April – June 2024

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

عہد نبوی ﷺ میں رضاعت خواتین کا ذریعہ معاش: عصر حاضر میں استفادہ کی صورتیں

Reza'at Women's means of livelihood in the Prophet's Era: Forms of Utilization in the Present Age

Dr Nabeela Falak
Assistant Professor Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Sargodha Campus.

Version of Record
Received: 10-April-24 **Accepted**: 16-May-24
Online/Print: 25- Jun -2024

ABSTRACT

If an infant drinks the milk of any Mahram or non-Mahram woman during infancy, or if that woman breastfeeds him, in both ways, this process is called nursing. Generally, the first food of a newborn child is his mother's milk. But Traditions have also been part of history where a child receives this sustenance from a foster mother rather than the birth mother. This practice existed in Arab society, where professional nursing mothers were called Reza'a or foster mothers, in exchange for this service, the child's parents used to work with the foster according to Arab custom and family prestige and ability, which was paid through the income of the foster women. This custom was in the Age of Ignorance and it was continued in the Prophetic Age. The Prophet himself was fostered and he stayed with his foster mother Hazrat Halima Saadia almost for five years. Nowadays, this prestigious profession has been lost in the pages of history. It is a prestigious profession for many women who want to continue their economic activities while staying at home. This profession creates new relationships in the society, creates an atmosphere of love, unity and respect in families and tribes. In today's societies, women need such prestigious professions. This paper discusses the importance of nursing as a dignified livelihood for women through the study of Prophet hood.

Keywords: *Prophetic era, women, economy, feeding, utilization*

CC BY

موضوع کا تعارف واہمیت

عہد نبوی ﷺ کے حوالے سے تمام واقعات کو سیرت نگاروں نے بہت تحقیق کے ساتھ قلمبند کیا اور بے شمار مطبوعہ مواد ان کی کاوشوں کے ثمرہ کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔ سیرت کا میدان بحر بیکراں ہے، اس میں غوطہ زن ہو کر بے شمار پہلوئے سیرت تلاش کرنے کے باوجود اس دور کے کئی گوشے ابھی بھی تشنہ تحقیق ہیں۔ جن میں سے ایک عہد رسالت کی خواتین کی مختلف سرگرمیاں اور ذرائع معاش بھی ہے۔ جزوی طور پر خواتین کی مختلف سرگرمیوں کا جائزہ چند ایک مقالہ جات کا موضوع رہا ہے، مگر کلی اور جامع طور پر عہد رسالت کی خواتین کی سرگرمیوں اور ذرائع معاش خصوصا رضاعت کا جائزہ نہیں لیا گیا۔ اسی مقصد کے تحت موضوع ہذا کو تحقیق کا محور بنایا گیا ہے، تاکہ عہد رسالت میں خواتین کے لئے رضاعت بطور باوقار ذریعہ معاش کا جائزہ لیا جائے اور ساتھ ہی اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ کیا عصر حاضر میں اس سے استفادہ کر کے رضاعت کو اسی طرح بطور ذریعہ معاش قابل عمل بنایا جاسکتا ہے جس طرح عہد نبوی میں تھا، یا نہیں؟۔ عہد جاہلیت کے اختتامی اور اسلام کے ابتدائی اور بنیادی دور کا مکی عہد رسالت کہلاتا ہے۔ اس دور کی خواتین کی سرگرمیاں اس بدلتے ہوئے معاشرے کے تمدن و معاشرت کے ساتھ عورت کے کردار کی توضیح اور عکاسی بھی کرتی ہیں۔ عہد نبوی ﷺ کی خواتین کی سرگرمیاں ہمہ پہلو نوعیت کی تھیں۔ عرب کے اس وقت کے قدامت پسند اور تنگ نظر معاشرے میں بھی وہ مقدور بھر سرگرم عمل تھیں۔ ان کی سرگرمیاں گھر کی چار دیواری سے معاشرتی اجتماعات تک، خفیہ قبول اسلام سے برملا تبلیغ اسلام تک اور گھریلو دستکاریوں سے بڑے بڑے تجارتی اسفار تک دیکھی جاسکتی ہیں۔

عہد رسالت میں عورت جہاں گھر کی چار دیواری میں عائلی فرائض نبھاتی دکھتی ہے، تو وہیں پر معاشرتی میل جول اور میلوں تہواروں میں شامل ہوتی بھی نظر آتی ہے۔ جہاں دین اسلام کی حرمت و پاسداری میں تکالیف اٹھائے اور شہید ہوتے ہوئے دکھتی ہے، تو وہیں حبشہ میں برملا ترویج و تبلیغ اسلام کرتی بھی نظر آتی ہے۔ جہاں چھوٹے موٹے پیشوں سے منسلک ہو کر اپنے خاندان کے لیے رزق کشید کرتی دکھتی ہے، تو وہیں تجارت کو اتنی وسیع بنیادوں پر سنبھالتی نظر آتی ہے کہ تمام قریش رشک کرتا تھا۔ خواتین کی معاشی جدوجہد میں پیشہ رضاعت بھی نمایاں طور پر نظر آتا ہے جسے عرب معاشرے میں ایک باعزت مقام حاصل تھا۔ عہد نبوی میں بھی خواتین نے یہ پیشہ اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جاری رکھا۔ آئندہ سطور میں عہد نبوی میں رضاعت بطور معاشی ذریعہ کے بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس سے عصر حاضر میں استفادہ ممکن بنایا جاسکے۔

عہد نبوی میں رضاعت خواتین کا ذریعہ معاش

رضاعت رضع سے بنا ہے رضاع یا رضاعۃ فقہ اسلامی میں شیر خوار اگر شیر خوار گی کی عمر میں کسی بھی محرم یا نا محرم عورت کا دودھ پیے یا وہ عورت اسے دودھ پلائے (یعنی ارضاع) دونوں کا عمل رضاعت کہلاتا ہے۔ عام طور پر نومولود بچے کی پہلی غذا وہ اپنی ماں کی چھاتی سے دودھ کی صورت کشید کرتا ہے، مگر ایسے واقعات ورواج بھی حصہ تاریخ ہیں، جہاں بچے کو یہ رزق جنم دینے والی ماں کی بجائے رضائی ماں سے میسر آتا تھا، یہ رواج سرزمین عرب کے معاشرے میں موجود تھا کہ نومولود بچوں کو بچپن میں کچھ سالوں کے لیے اپنے گھروں سے دور گاؤں بھیج دیا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ گاؤں کی آب و ہوا تازہ ہوتی ہے، گاؤں کی زبان میں بہت فصاحت اور بلاغت ہوتی ہے تو والدین اپنے بچوں کو گاؤں میں کسی دایہ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے جو اس کو کچھ وقت تک دودھ پلاتی تھی، وہاں بچے کا کچھ وقت گزرتا تھا تو اس کی صحت بھی بہتر ہو جاتی اور بہت اچھی زبان سیکھ کر کچھ عرصے بعد گھر واپس آجاتا تھا۔ ان دودھ پلانے والی خواتین کو رضاعی ماں یا رضاعہ کہا جاتا تھا۔ ان کا کام یہ تھا کہ یہ شرفاء اور امراء کے بچوں کو گود لیتی تھیں، جب ان کے اپنے ہاں ایک شیر خوار بچہ ہوتا تھا۔ وہ رضاعت کے لیے، لیے گئے بچوں کو اپنے گھر لے جاتی تھیں اور اپنے بچے کے ساتھ اس بچے کو بھی دودھ شریک بنالیتیں۔ اس خدمت کے بدلے رضاعہ کے ساتھ بچے کے والدین دستور عرب اور اپنے خاندانی وقار و استعداد کے مطابق مختنانہ مقرر کر لیتے تھے اور اسے ادا کرنے کے اوقات و طرائق طے کر لیتے تھے، جن کی ادائیگی رضاعی عورتوں کا ذریعہ آمدن ہوتی تھی۔ مکہ میں یہ رواج عہد جہالت سے تھا اور اسے عہد رسالت ﷺ میں بھی جاری رکھا گیا۔ خود آپ ﷺ کی رضاعت ہوئی، اور آپ ﷺ تقریبا ابتدائی پانچ سال اپنی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس رہے۔ عہد رسالت میں رضاعت کے پیشہ سے وابستہ خواتین میں حضرت ثوبیہ، حضرت حلیمہ سعدیہ، حضرت ام ایمن، حضرت ام سیف کے نام مشہور ہیں۔ ذیل میں عہد بنوی ﷺ کی معروف رضاعی ماووں اور خواتین کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

رضاعی خواتین

- **حضرت ثوبیہ**

حضرت ثوبیہ سرور دوعالم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے چچا ابو لہب کی لونڈی تھیں۔ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت اور اس سے پہلے حضرت آمنہ کی خبر گیری کرتی تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی رضاعت حضرت آمنہ کے بعد فرمائی۔ یہ دورانیہ مختلف

روایات کے مطابق اختلافِ رائے کے ساتھ مذکور ہے۔ کچھ کا خیال ہے کہ چند دن حضرت ثویبہ نے رضاعت فرمائی، کچھ آراء کے مطابق چند ہفتے اور کچھ علماء کے مطابق یہ عرصہ 7 ماہ کا تھا۔

حضرت ثویبہ کی آزادی

حضرت ثویبہ کی آزادی کے متعلق تو مختلف روایات مذکور ہیں، جن میں ابو لہب کے آزاد کرنے کا واقعہ تھوڑے اختلاف کے ساتھ ہے، مگر ان کا آزاد کیا جانا ثابت شدہ ہے۔

1. ایک روایت کے مطابق حضرت خدیجہ اور آپ ﷺ کی شادی پر ایسا ہوا۔
2. دوسری روایت کے مطابق حضرت ثویبہ نے حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر ابو لہب کو دی تو اس نے انھیں آزاد کر دیا۔[1]
3. حضرت خدیجہ نے ابولہب سے انھیں خرید کر آزاد کرنا چاہا تو اس نے انکار کر دیا اور بعد میں خود ہی آزاد کر دیا۔

کیا حضرت ثویبہ ایک پیشہ ور رضاعہ تھیں؟

1. سہیلیؒ اور ابن سعد کے مطابق آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور آپ ﷺ کی پھوپھی کے بیٹے حضرت عبداللہ بن جحش کی رضاعت بھی حضرت ثویبہ نے فرمائی تھی، اس وجہ سے وہ آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی بن گئے تھے اور اس روایت کی تصدیق ابن کثیر کے ہاں بھی ملتی ہے۔
2. حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد جو کہ اُم المومنین جناب اُم سلمہ کے پہلے شوہر تھے اور پ ﷺ کی پھپھو کے بیٹے بھی تھے، ان کو بھی حضرت ثویبہ نے دودھ پلایا تھا اور یہ روایت صحیحین سے ثابت ہے۔
3. آپ ﷺ کی رضاعت تو حضرت ثویبہ کا اعزاز لاجواب ہے، آپ ﷺ بھی اس بناء پر ان کا بے حد احترام کرتے تھے اور ان کو اپنی ماں کہتے تھے، اپنے خاندان کا بقیہ کہا کرتے تھے، مدینہ سے ان کے لیے کپڑا اور خرچ بھیجا کرتے تھے۔

حضرت ثویبہ رضاعت کو بطور پیشہ اختیار کیے ہوئے تھیں، وہ باقاعدہ دودھ پلائی یا رضاعہ تھیں۔ مکہ کی باسی تھیں، تو وہیں وہ اپنے اس پیشے کی خدمات سرانجام دیتی تھیں اور گود لیے ہوئے بچوں کے والدین ان کو محنتانہ ادا کرتے تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ

سرور کائنات ﷺ، فخر موجودات حضرت محمد مصطفی ﷺ کی رضاعی ماؤں میں حضرت ثویبہ، حضرت ام ایمن کا ذکر بھی ملتا ہے، مگر جو مرتبہ، شہرت اور اعزاز حضرت حلیمہ سعدیہ کے حصے میں آئی، کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ ان صحابیات کا مکمل نام

حلیمہ بنت عبد اللہ بن حارث السعدیہ تھا۔ ان کے شوہر کا نام نام حارث بن عبد العزیٰ بن رفاعہ السعدی تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا، بیٹیوں کے نام انیسہ اور خذافہ تھا، حضرت خذافہ شیما کے نام سے تاریخ کے اوراق پر مذکور ملتی ہیں۔ یہ آپ ﷺ کو لوری سُنا کر سلاتی تھیں اور آپ ﷺ سے بہت محبت کرتی تھیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کے بیٹے کا نام عبد اللہ بن حارث تھا، یہ سب آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بہن تھے اور آپ ﷺ کے ان کے ساتھ محبت کے رشتے بے حد مضبوط تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ کا آپ ﷺ کی رضاعت کا فیصلہ

حضرت حلیمہ سعدیہ کا تعلق بنو سعد سے تھا۔ اس وقت عرب میں خشک سالی اور قحط کا سماں تھا اور باقی بد حال و تنگ دست خواتین بنو سعد کے ہمراہ حضرت حلیمہ بھی مکہ پہنچیں، سب رضاعت کے لیے مالدار گھرانوں کے بچے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئیں، مگر انہوں نے پ ﷺ کو یتیم سمجھ کر گود نہ لیا اور حضرت حلیمہ کو اور مالدار گھرانے سے بچہ نہ ملا، حتیٰ کہ جانے کا وقت ہو گیا اور انہوں نے اپنے شوہر سے مشورہ کیا اور آپ ﷺ کے والد کے وصال اور یتیمی کا ذکر کر کے ہچکچاہٹ کا شکار ہوئیں، مگر آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب کے کردار سے پُر امید نظر آئیں۔

جب حضرت حلیمہ آپ ﷺ کو گود لینے پہنچیں تو آواز غیب نے بصورت اشعار جناب عبد المطلب کو حضرت حلیمہ کے سپرد عرب کے چاند کو کر دینے کا کہا، ان میں سے آخری شعر تمام اشعار کا نچوڑ کہا جا سکتا ہے، جو درج ذیل ہے:

لا تسلمنه الی سوا ها انه　　　　امرو حکم جاء من جبار

"آپ انہیں اس دائی کے سوا کسی اور کے سپرد نہ کریں، کیوں کہ عزو جل کا یہی امر اور حکم ہے"۔[2]

کیا حضرت حلیمہ پیشہ ور رضاعہ تھیں؟

حضرت حلیمہ اور بنو سعد کی اکثر خواتین اس پیشے سے منسلک تھیں۔ وہ رضاعت کے لیے شرفاء کے بچے گود لیتیں اور اپنی محنت کے عوض عطایا ان کی آمدن کا ذریعہ بن جاتا تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ پہلے معاشی تنگدستی کا شکار رہتی تھیں، مگر جب سے انہوں نے آپ ﷺ کی رضاعت قبول کی، وہ سرزمین عرب کی تمام دایوں میں سب سے زیادہ مشہور اور معروف ہو گئیں۔ انہوں نے دیگر بچوں کو بھی گود لیا۔

ابو سفیان بن حارث کی رضاعت

حضرت حلیمہ سعدیہ نے دیگر بچوں کی رضاعت بھی کی۔ آپ ﷺ کے چچا حارث بن عبد المطلب کے بیٹے ابو سفیان بن حارث کو بھی دودھ پلایا۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ جو حضرت ثویبہ کی طرف سے آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔

ان کی رضاعت بھی اسی قبیلہ بنو سعد میں ہوئی تھی۔ یہ وہی ہیں، جن کی والدہ نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا، اس طرح وہ آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی ہونے میں دوہرے رشتے سے منسلک ہو گئے تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ سے آپ ﷺ بہت محبت رکھتے تھے، ان کو میری ماں کہہ کر پکارتے تھے، ان کے لیے اپنی چادر بچھاتے اور ان کا بے حد احترام کرتے تھے اور جب بھی وہ اپنی کسی ضرورت کے لیے سوال کرتیں تو آپ ﷺ ہمیشہ ان کی مدد فرماتے۔ ایک بار وہ اپنی قحط سالی میں تنگی کی شکایت لے کر آپ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ نے ان کی دلجوئی کے لیے چالیس بکریاں اور سامان سے لدا ہوا ایک اونٹ عطا فرمایا۔

"حضرت حلیمہ گاہے گاہے سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نہایت عزت و احترام اور احسان و محبت سے پیش آتے تھے"۔[3]

حضرت ام ایمن:

"حضرت ام ایمن کا نام برکۃ تھا اور عرف ام الظباء۔ والد کا نام ثعلبہ بن عمرو تھا، جو حبش کے رہنے والے تھے"۔[4]

حضرت ام ایمن اپنی شادی کے بعد اپنے بیٹے کی پیدائش کے بعد جس کا نام (ایمن) تھا، اس کنیت سے مشہور ہو گئیں۔ وہ آپ ﷺ کے والد محترم کے ساتھ کنیز کے طور پر رہتی تھیں۔ حضرت آمنہ کی وفات پر بھی آپ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تھیں اور ان کی دلجوئی کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کی رضاعت حضرت ام ایمن سے بھی مذکور ہے، مگر باقاعدہ ایک پیشہ ور رضاعہ یا دودھ پلائی تھیں، اس کے بارے میں تاریخ کچھ واضح طور پر بتانے سے قاصر ہے۔

عصرِ حاضر میں استفادہ کی صورتیں

عہد رسالت ﷺ کی خواتین کے بنیادی معاشی شعبے رضاعت دورِ حاضر میں خواتین کی معاشی سرگرمیاں عہدِ رسالت ﷺ کی صحابیات کے اسوہ سے کس طرح رہنمائی لے سکتی ہیں او عہد حاضر میں کیسے مکی دور کے اصولِ معاشیات کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں خواتین معاشی میدان میں سرگرم رہتی تھیں، آج بھی معاشی میدان میں مسلمان عورت سرگرمِ عمل ہے۔ عہد نبوی میں خواتین بھی بہت سے ذریعہ معاش سے وابستہ تھیں، آج کے دور کی عورت بھی ملازمت کرتی ہے آج کی عورت کو عہدِ رسالت کی عورت کے معاشی لائحہ عمل سے رہنمائی لینی چاہیے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا میدان عمل گھر اور اس کے اُمور طے فرمائے ہیں۔ اگر وہ کسبِ معاش کے لیے باہر نکلی ہے، تو وہ ضرورتاً۔ اسباب معاش کا انتظام اللہ تعالیٰ نے مرد کے سپرد کیا ہے۔ عورت کو اگر اس کا ہاتھ بٹانا بھی ہے تو نہ تو وہ پردے سے بے بہرہ ہو سکتی ہے، نہ اسلام کے طے شدہ اصول و قواعد کو

چھوڑ سکتی ہے اور نہ اپنے گھر اور اس کی ذمہ داریوں کو نظر انداز کر سکتی ہے۔ اسلام کے ان احکامات کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو رضاعت کے پیشے میں خواتین کو نا تو زیادہ تر گھروں سے باہر نکلنا پڑتا ہے اور نا ہی پردہ سے متعلق مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ جدید اسلامی معاشرے کو عہد رسالت ﷺ کی خواتین کے لائحہ عمل کو اپنا کر اپنے لئے مناسب اور قابل عزت ذرائع معاش تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی اصولوں اور دور نبوی ﷺ کی خواتین کے معاشی ذرائع کی ہم آہنگی سے چند متعین قواعد پر عمل پیرا ہونا آج کی مسلم خاتون معاشرہ میں ایک بار پھر سے پہلی شان و شوکت سے اپنی بنیادیں مضبوط کر پائے گی۔

پیشہ رضاعت کی سماجی حیثیت کے حوالے سے معاشرے میں دو آراء پائی جاتیں ہیں۔ ایک رائے کے مطابق علماء رضاعت کو بطور پیشہ مناسب اور قابلِ عزت پیشہ قرار نہیں دیتے، ان کی نظر میں یہ پیشہ دیگر معتبر پیشوں کے سامنے اپنا کوئی مرتبہ و مقام نہیں رکھتا ہے اور یہ پیشہ اپنانا باعث شرمندگی تھا۔ خواتین اسے اپنی خوشی اور رغبت سے نہ اپناتی تھیں، کیوں کہ اس پیشے کا آسان الفاظ میں مفہوم یہ ہوتا تھا کہ رضاعہ اپنے شیر خوار بچے کا رزق ایک مختص معاوضے کے عوض فروخت کر دیتی تھی۔ تنگ دست اور معاشی پریشانی میں مبتلا خواتین اسے بحالتِ مجبوری اختیار کرتی تھیں اور ایسا ہی معاملہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے ساتھ بھی تھا۔ جس سال وہ آپ ﷺ کی رضاعت کے لیے آئیں، ان کے ہاں قحط اور خشک سالی کا ماحول تھا اور وہ معاشی حالات سے بہت پریشان تھیں، اسی لیے انہوں نے اس پیشے کو اپنائے۔

دوسری رائے میں علماء اس بات کو پہلی مذکورہ رائے کے قطعی مخالف تناظر میں دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق عورت بطور ماں محبت کا سمندر ہوتی ہے اور ایک سے زیادہ اولاد کو پالتے ہوئے نہ اس کے دل میں بچوں کے لیے شفقت و محبت کم ہوتی ہے، نہ اس کی چھاتی میں رزق اولاد کی قلت آتی ہے۔ بلکہ وہ دل سے اس بچے کے ساتھ اولاد کی طرح کا رشتہ قائم کر لیتی ہے اور اکیلی وہ کیا، بلکہ اس کا تمام کنبہ اس بچے کے ساتھ نئے رشتوں میں بندھ جاتا ہے۔ جس سے مختلف خاندانوں میں قبائل میں اتحاد، یگانگت اور باہم محبت کی فضاء قائم ہو جاتی تھی، لوگ ان رشتوں کو احترام دیتے اور ان کا لحاظ رکھتے تھے۔ اور محققہ کے نزدیک یہی رائے مناسب معلوم ہوتی ہے، کیونکہ عہد نبوی میں رضاعت کا پیشہ کوئی باعث شرمندگی پیشہ نہ تھا اور اس کے محنتانے سے رضاعہ عورتیں اپنے لیے انتظام معاش کرتی تھیں، جو اسلام کی نظر میں قطعی باعثِ عار نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"۔۔۔۔ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ"۔ [5]

"۔۔۔۔ پھر اگر وہ تمہاری خاطر دودھ پلائیں تو انھیں ان کا حق دو۔۔۔۔"

پس رضاعت ایک قابل احترام پیشہ ہے، اسی لیے اسلام میں اس کی اجازت ملتی ہے، ممانعت نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلاَدَكُمْ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ"۔ [6]

"اگر تم مرد چاہو کہ دودھ پلواؤ اور اپنی اولاد کو تو تم پر نہیں گناہ، جب حوالہ کر دیا جو تم نے دنیا ٹھہرایا موفق دستور کے"۔

عہد رسالت میں رضاعت ایک جانا پہچانا پیشہ تھا اور بہت سی خواتین اس پیشے سے وابستہ تھیں۔ قرآن حکیم نے ان مرضعات کو دستور کے مطابق معاوضہ دینے کا کہا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ﴾ [7]

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پائیں یہ (حکم) اس کے لیے ہے جو دودھ پلانے کی مدت کو پورا کرنا ہے اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ دستور کے موافق ان (ماؤں) کا کھانا اور پہننا ہے۔

ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت حلیمہ سعدیہ نے سرور دوعالم ﷺ کو دودھ پلایا تو ام بردہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا۔ جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو انصار کی عورتوں میں یہ بات ہوئی کہ انہیں دودھ کون پلائے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ام بردہ کے حوالے کر دیا، یوں ام بردہ کو حضرت ابراہیم کی رضاعت کا شرف حاصل ہوا۔

خلاصہ بحث

مرضعہ کا پیشہ آج بھی اپنانے میں کوئی حرج نہیں بالخصوص ان حالات میں جب خواتین میں ملازمتوں کا رجحان بڑھا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں ۱۹۵.۴ ملین آبادی میں ۶۱.۴ ملین افراد باروزگار ہیں۔ جن میں بڑی تعداد شہروں میں خواتین کی بھی ہے۔ معاشی سروے کے مطابق ایک عورت کے حصے میں ۳.۱ بچے آتے ہیں۔ ملازمت پیشہ خواتین چونکہ چھ سے آٹھ گھنٹے گھر سے باہر ہوتی ہیں اس لئے مرضعہ اور دایا کی ضرورت ایک ناگزیر امر ہے۔ خواتین اپنے گھروں میں ڈے کیئر سنٹر قائم کر کے جہاں ملازم خواتین ضرورت پوری کر سکتی ہیں، وہیں اپنے لئے روزگار کا بندوبست بھی امر بدیہی ہے۔ اس سے نہ گھر کا کام متاثر ہوتا ہے نہ ہی بے پردگی سے خلاف شریعت کچھ لازم آتا ہے۔ اگر اس میں خلوص نیت شامل ہو تو یہ عبادت ہی ہے۔ عصر حاضر میں رضاعت کو بطور پیشہ اپنایا جائے۔۔ گھر کی چار دیواری کے اندر رہ کر اس طرح کی معاشی سرگرمی نہایت موزوں باعزت، اور کمائی کے لحاظ سے فائدہ مند ہے۔ جو مائیں جو کسی جسمانی کمزوری یا طبی مسائل کی وجہ سے دودھ نہیں پلا سکتی

ان کو چاہیے اپنے بچوں کو کسی جانور یا مصنوعی دودھ کی بجائے بچے کی صحت کے پیشِ نظر بچے کو رضاعی ماں کا دودھ پلائیں۔ ایسے بچے بن کی مائیں بچے کو جنم دیتے ہی فوت ہو جاتی ہیں، ان کی صحت و نگہداشت کے لئے بہتریں عمل یہ ہے کہ اس کے لئے رضاعی ماں کا اہتمام کیا جائے تاکہ بچوں کی حفاظت بھی ہو اور رضاعہ کی معاشی ضرورت بھی پوری ہو سکے۔ رضاعت کو بطور کسب معاش اپنانے کے لئے جدید ٹیکنالوجی سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ ڈے کیئر سنٹر یا اپنے مجوزہ ایڈریس کی ویب سائٹ بنائی جاسکتی ہے یہ بات مسلمہ ہے کہ عہد رسالت میں رضاعت ایک معتبر، باوقار پیشہ تھا اور خواتین کا ذریعہ آمدن تھا اور اس پیشے کو معاشرتی قبولیت حاصل تھی۔ عصر حاضر میں اس باوقار پیشے کو تاریخ کے اوراق میں گم کر دیا گیا ہے۔ بہت سی خواتین جو گھر کے اندر رہ کر اپنی معاشی سرگرمیں جاری رکھنا چاہتی ہیں ان کے لئے یہ ایک باوقار پیشہ ہے۔ اس پیشے سے معاشرے میں نئے رشتے وجود میں آتے ہیں، خاندانوں اور قبائل میں محبت، یگانگت، احترام کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔ آج کے معاشروں میں اس طرح کے معزز پیشوں کی خواتین کو ضرورت ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ۔ ابن سعد، محمد بن سعد، **الطبقات الکبری** (مدینہ منورہ: مکتبۃ العلوم، 1408ھ)، 2:26۔

Ibn-e-Saad, Muḥammad Bin Saad, *Al-Ṭabqāt-al-kubra*, (Madīna Munwaraḥa: Maktabaḥ-al-ʿUlūm, 1408 AH), 2: 26.

[2] ۔ الطبری محمد بن جریر علامہ ابو جعفر، مترجم: سید محمد ابراہیم ندوی، **تاریخ طبری**، (اردو بازار کراچی، نفیس اکیڈمی، 2004)، 1:454-455۔

Al-Ṭabarī Muḥammad bin Jarīr ʻAllama Abū Jaʿfar, Mutarjim: Sayed Muhammad Ibraheem Nadvi,*Tarīkh Tabr ī*, (Urdu Bazar Karachi, Nafees Academy, 2004), 1:454-455.

[3] ۔ طالب ہاشمی، **تذکارِ صحابیات** (نئی دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، 1983)، 357

Talib Hashmi, *Tadhkār-e-Ṣaḥābiyāt* (New Delhi: Markazi Maktaba Islami Publishers, 1983), p. 357.

[4] ۔ طالب ہاشمی، **تذکارِ صحابیات**، 154۔

Talib Hashmi, *Tadhkār-e-Ṣaḥābiyāt*, p. .154

[5] ۔ الطلاق، 6:65۔

Al-Ṭalāq,6:65

[6] ـ البقرہ،233:2

Al-Baqaḥraḥ, 2: 233.

[7] ـ البقرہ،233:2

Al-Baqaḥraḥ, 2: 233.